بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

النور انٹر نیشنل

اکتوبر 2015ء

ذوالحِجّۃ، مُحرّم 1437/1436ھ

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ترجمان

ختم نبوت کی داعی واحد جماعت

حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آخری نبی ہیں اور

اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، نہ نیا نہ پُرانا۔

مدیران

شاہد عزیز

مسز سمیرا احمد

نشریات

وقت بمطابق برطانوی سمر ٹائم

www.virtualmosque.co.uk پر

پروگرام و اوقات

جمعہ-انگریزی	13:00
درس-بعد از جمعہ انگریزی	14:00
ماہانہ اجلاس-انگریزی-ہر ماہ پہلی اتوار	15:00
عیدین-انگریزی	11:00

پنجاب ریڈیو

عیدین-پنجابی	13:00	سکائی چینل نمبر 130

سکائپ

تقاریر اور مباحثہ-اُردو	ہر اتوار	10:00	آئی ڈی Lahori-Ahmadi

فہرست مضامین

1:اعلانات و خبریں	1
2:کلامِ امام-(فرمودات حضرت مسیح موعودؑ)	2
3:درسِ قرآن-حضرت مولانا محمد علیؒ	4

اعلانات و خبریں

مرکز

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر عبدالکریم سعید اِس وقت انگلستان کے دورے پر ہیں۔ وہ ہر جمعہ کے روز دارالسلام لندن نماز پڑھانے تشریف لاتے۔ آپ نے نماز عید بھی پڑھائی اور 4 اکتوبر کو جماعت کی میٹنگ کی صدارت بھی کی۔ نائب صدر محترم میاں عمر فاروق صاحب اور محترم سعادت احمد چودھری (مہتمم مالیات) واپس تشریف لے جا چُکے ہیں۔ حضرت امیر 17 اکتوبر کو واپس روانہ ہو رہے ہیں۔ ممبران سے درخواست ہے کہ انہیں الوداع کرنے ہوائی اڈے پر تشریف لائیں۔

انگلستان

عیدالاضحیٰ

جیسا کہ ممبران کو علم ہے حضرت امیر ڈاکٹر عبدالکریم سعید نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔ نماز اور خطبہ براہ راست نشر

اِسلام انسانیت سے محبت سکھاتا ہے۔

کیا گیا اور اُن ممبران نے بھی اِس میں حصہ لیا جو مرکز سے دور رہتے ہیں۔ جو ممبران یورپ میں ایسے علاقوں میں رہتے ہیں جہاں مسجد نہیں وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہوئے، مثلاً سپین اور سویڈن۔

اردو ویب سائٹ۔ اِس سائٹ پر مواد اپ لوڈ کرنے کے رضاکاران کی ضرورت ہے۔ مہربانی فرما کر سیکرٹیری جماعت یا صدر جماعت سے اس سلسلے میں رابطہ کریں۔

جرمنی

برلن کی تاریخی مسجد میں عید جوش و خروش سے منائی گئی۔ کئی ممالک کے مسلمانوں نے جناب عامر عزیز کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ خطبہ جرمن، انگریزی اور عربی زبانوں میں دیا گیا۔ نماز کے بعد سب کو جماعت کی طرف سے کھانا پیش کیا گیا۔ عربی ٹی وی چینل الجزیرہ نے پوری کاروائی ٹی وی پر نشر کی۔ اور امام صاحب کا انٹرویو بھی لیا۔

کثرت سے غیر مسلم دوست مسجد میں اسلامی تعلیمات کے متعلق معلومات حاصل کرنے تشریف لاتے ہیں۔ اُن میں بہت سے سکولوں اور کالجوں کے طالبعلم بھی ہوتے ہیں جو گروپس کی شکل میں اپنے ٹیچرز کے ساتھ آتے ہیں۔ اِن میں وہ دوست بھی ہیں جو پادری بننے کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

روسی ٹی وی نے جماعت احمدیہ لاہور اور ہماری برلن مسجد کے متعلق ایک پروگرام روسی خبروں کے دوران نشر کیا۔ اِس میں امام صاحب کا انٹرویو بھی شامل تھا۔ اُنہیں روسی زبان میں قرآن کا ترجمہ دیا گیا۔ خبر کا لنک یہ ہے۔

https://drive.google.com/open?id=0B10xuI
nztvMxalk0d20yV0VfdzA

جرمنی کی اہم سیاسی جماعتوں کے نمائندوں نے امام صاحب کو تبادلہ خیالات کے لئے مختلف میٹنگز میں مدعو کیا۔

کلام امام

مسیح نے اپنے دوبارہ آنے کا نشان یہ بتلایا ہے کہ ان دنوں میں ترت سورج اندھیرا ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہیں دے گا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گی تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہو گا اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے اور وہ نرسنگے کے بڑے شور کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وے اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کی اس حد سے اس حد تک جمع کریں گے جب تم یہ سب کچھ دیکھو تو جانو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازے پر ہے۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب کچھ ہو نہ لے اس زمانہ کے لوگ گزر نہ جائیں گے آسمان و زمین ٹل جائے گی پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی لیکن اس دن اور اس گھڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بھی ہو گا کیونکہ جس طرح ان دنوں میں طوفان سے پہلے کھاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تھے اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑھا اور نہ جانتے تھے جب تک کہ طوفان آیا اور ان سب کو لے گیا اسی طرح ابن آدم کا آنا بھی ہو گا یعنی جس طرح کہ نوح کی کشتی بنانے سے پہلے لوگ امن اور آرام سے بستے تھے کوئی ارضی یا سماوی حادثہ ان پر وارد نہ تھا اسی طرح ابن آدم یعنی مسیح بھی لوگوں کے آرام اور خوشحالی کے وقت میں آئے گا اس کے آنے سے پہلے کسی قسم کا حادثہ لوگوں پر نازل نہیں ہو گا بلکہ معمولی طور پر امن اور راحت سے دنیا اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو گی۔ دیکھو متی باب ۲۴۔

حضرت مسیح کے اس بیان میں بظاہر صورت جس قدر تناقض ہے ناظرین نے سمجھ لیا ہو گا کیونکہ انہوں نے اپنے اترنے سے پہلے اس امر کو ضروری ٹھہرایا ہے کہ سورج اندھیرا ہو جائے اور چاند روشنی نہ دیوے اور ستارے آسمان کے زمین پر گر جائیں سوان علامات کو اگر ظاہر پر عمل کیا جائے تو یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ جس وقت سورج اندھیرا ہو گیا اور چاند کی روشنی جاتی رہی تو پھر دنیا کیونکر نوح کے زمانہ کی طرح امن سے آباد رہ سکتی ہے۔ بلکہ یہ بھی جانے دو شاید دنیا سخت مصیبت کے ساتھ گزارہ کر سکے لیکن

زمین پرستاروں کے گرنے سے کیا زمین کے باشندوں میں سے کوئی باقی رہ سکتا ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر آسمان کا ایک بھی ستارہ زمین پر گرے تو تمام دنیا کے ہلاک کرنے کے لئے کافی ہے کیونکہ کوئی ستارہ عرض طول میں زمین کے معمورہ سے کم نہیں ہے ایک ستارہ گر کر زمین کی تمام آبادی کو دبا سکتا ہے چہ جائیکہ تمام ستارے زمین پر گریں اور ان کے گرنے سے ایک آدمی کو بھی آسیب نہ پہنچے بلکہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح مسیح کے اترنے سے پہلے امن اور جمعیت سے آباد ہوں اور مسیح کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں۔

سوائے حق کے طالبو یقیناً سمجھو کہ یہ سب استعارات ہیں حقیقت پر ہر گز محمول نہیں۔ حضرت مسیح کا مطلب صرف اتنا ہے کہ وہ دین کے لئے ایک تاریکی کا زمانہ ہوگا اور ایسی ضلالت کی تاریکی ہوگی کہ اس وقت نہ آفتاب کی روشنی سے جو رسول مقبول او راس کی شریعت اور اس کی کتاب ہے لوگ آنکھیں کھولیں گے کیونکہ ان کے نفسانی حجابوں کی وجہ سے آفتاب شریعت ان کے لئے اندھیرا ہو جائے گا اور ماہتاب بھی انہیں روشنی نہیں دے گا یعنی اولیاء کے وجود سے بھی انہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ بے دینی کے بڑھ جانے سے مردان خدا کی محبت بھی ان کے دلوں میں نہیں رہے گی اور آسمان کے ستارے گریں گے یعنی حقانی علماء فوت ہو جائیں گے اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گی یعنی آسمان اوپر کی طرف کسی کو کھینچ نہیں سکے گا۔ دن بدن لوگ زمین کی طرف کھینچے چلے جائیں گے یعنی لوگوں پر نفس امارہ کے جذبات غالب ہوں گے اس وقت نہ لڑائیاں ہوں گی اور نہ عامہ خلائق کے امن اور عافیت میں خلل ہوگا بلکہ نوح کے زمانہ کی طرح ایک امن بخش گورنمنٹ کے تحت وہ لوگ زندگی بسر کرتے ہوں گے جن میں مسیح موعود نازل ہوگا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت نوح کا زمانہ باعتبار اپنی معاشرت کے اصولوں کے نہایت امن کا زمانہ تھا لوگ اپنی لمبی لمبی عمروں کو نہایت آسائش او رامن اور خیر وعافیت سے بسر کر رہے تھے اسی وجہ سے لوگ سخت درجہ کے غافل ہوگئے تھے۔ معلوم نہیں کہ اس وقت کوئی شخصی سلطنت تھی یا جمہوری اتفاق سے اس درجہ پر عامہ خلائق کے لئے ہر طرح سے آسودگی پیدا ہوگئی تھی بہر حال اس زمانہ کے لوگ آرام پانے میں اور امن اور عافیت میں زندگی بسر کرنے میں اس زمانہ کے ان لوگوں سے بہت مشابہ ہیں جو گورنمنٹ برطانیہ کے سایہ عاطفت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے جس قدر اسباب آرام اور امن اور خوشحالی کے رعیت کے لئے مہیا کیے گئے ہیں ان کا شمار کرنا مشکل ہے گویا ان کی اس زندگی کو ایک نمونہ بہشت کا بنا دیا گیا ہے لیکن غایت درجہ کے آرام پانے سے اور نہایت درجہ کے امن کی وجہ سے یہ آفت دلوں میں پیدا ہوگئی ہے کہ دنیا کی زندگی نہایت شیریں متصور ہو کر دن بہ دن اس کی محبت دلوں میں بڑھتی جاتی ہے۔ جس طرف نظر ڈال کر دیکھو یہی خواہش جوش مار رہی ہے کہ دنیا کی یہ مراد حاصل ہو جائے وہ مراد حاصل ہو جائے اور بباعث امن پھیل جانے کے دنیا کی ہر ایک چیز کی قدر بڑھتی جاتی ہے۔ وہ مزروعہ زمین جس کو سکھوں کے عہد میں کوئی مفت بھی نہیں لے سکتا تھا لاکھوں روپیوں پر فروخت ہو رہی ہے اور یہاں تک مفاد کی راہیں کھل گئی ہیں کہ لوگ نجاست اور ہڈیوں کی فروخت سے وہ فوائد حاصل کرتے ہیں کہ اس سے پہلے زمانوں میں اعلیٰ درجہ کے غلوں کی فروخت میں وہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے تھے اور نہ صرف یہی آرام کی صورتیں ہیں بلکہ نظر اٹھا کر دیکھو تو تمام اسباب معاشرت وحاجات سفر وحضر کے متعلق وہ آرام کی سبیلیں نکل آئی ہیں جو اس سے پہلے وقتوں میں شاید کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھی ہوں گی۔ پس اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اس امن کے زمانہ سے مشابہت دیں جو حضرت نوح کے وقت میں تھا تو یہ زمانہ بلاوجہ اس کا مثیل ہوگا۔

اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ سچے مسیح نے اس زمانہ میں آنے کا ہر گز وعدہ نہیں کیا جو جنگ وجدل اور جور وجفا کا زمانہ ہو جس میں کوئی شخص امن سے زندگی بسر نہ کر سکے اور نیک لوگ پکڑے جائیں اور عدالتوں میں سپرد کیے جائیں اور قتل کیے جائیں بلکہ مسیح نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ ان پُرفتنہ زمانوں میں جھوٹے مسیح عیسائیوں اور یہودیوں میں پیدا ہوں گے جیسا کہ ان پہلے زمانوں میں کئی لوگ ایسے پیدا بھی ہو چکے ہیں جنہوں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا اسی وجہ سے مسیح نے تاکید سے کہا کہ میرا آنا ان اوائل زمانوں میں ہر گز نہیں ہوگا اور شور اور فساد اور جور وجفا اور لڑائیوں کے دنوں میں ہر گز نہیں آؤں گا بلکہ امن کے دنوں میں آؤں گا ہاں اس وقت بباعث غایت درجہ کے امن وآرام کے بے دینی پھیلی ہوئی ہوگی اور محبت الٰہی دلوں سے اٹھی ہوتی ہوگی جیسا کہ نوح کے وقت میں تھا سو یہ ایک نہایت عمدہ نشان ہے جو مسیح نے اپنے آنے کے لئے پیش کیا ہے اگر چاہو تو اس کو قبول کر سکتے ہو۔ (ازالہ اوہام)

تفسیر سورۃ فاتحہ

حضرت مولانا محمد علیؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

۷۔ المغضوب علیہم: غضب کے اصل معنی ہیں سزا کے ارادہ سے خون کا جوش مارنا اور حدیث میں غضب سے بچنے کی تاکید ہے اور اس کو قلب ابن آدم میں ایک انگارا قرار دیا گیا

ہے۔

غضب الٰہی: مگر چونکہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اس لئے جب اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ لفظ بولا جائے تو جو حصہ جسم سے تعلق رکھتا ہے یعنی ثوران دم یا خون کا جوش مارنا وہ مراد نہیں ہوتا بلکہ صرف اصل غرض باقی رہ جاتی ہے جو ارادہ سزا ہے اور یہی حالت تمام الفاظ کی ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوں کہ ان میں وہ حصہ جو جسم سے تعلق رکھتا ہے باقی نہیں رہتا پس مغضوب علیہم وہ لوگ ہوئے جن کے متعلق ارادہ الٰہی سزا کا ہوا۔

8۔ الضالین: ضال: ضلال سے اسم فاعل ہے اور اس کے عام معنی ہیں سیدھی راہ سے ہٹ جانا عمداً ہو یا سہواً اور یہ ہدی کے مقابل پر ہے اس لئے اس کے معنی یوں بھی کئے گئے ہیں سلوک طریق لا یوصل الی المطلوب ایسی راہ پر چلنا جو مطلوب تک نہیں پہنچاتی پس ضالین وہ لوگ ہوئے جو سیدھی راہ سے ہٹ گئے یا ایسی راہ پر چل پڑے جو مطلوب تک نہیں پہنچاتی۔ ضلال اور اضلال کے اور معانی اپنے اپنے موقعہ پر آئیں گے۔

مغضوب علیہم اور ضالین کون ہیں: اس آیت میں کن لوگوں کا ذکر ہے؟ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ مغضوب علیہم یہود ہیں اور ضالین عیسائی اور ایک حدیث میں جس کو ترمذی نے حسن غریب کہا ہے یہی معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں یہود کی صفات غالب جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے یہ ہیں کہ انہوں نے انبیا کے بارے میں تفریط کی راہ اختیار کی یعنی عموماً انبیا کی تکذیب کرتے رہے اور ان کے قتل کے درپے رہے اور شریعت کے احکام کی نافرمانی کی یعنی ان پر عمل نہ کیا چنانچہ بنی اسرائیل کے ذکر کے شروع میں ہی آتا ہے وباء و بغضب من اللہ ذٰلک بانہم کانوا یکفرون بآیات اللہ ویقتلون النبیین بغیر الحق ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے اس لئے کہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھتے تھے (البقرۃ ۲-۶۱) پس انبیاء کا انکار و تکذیب اور احکام الٰہی کی نافرمانی یہ وہ تفریط کی راہیں ہیں جن کی وجہ سے یہود پر غضب الٰہی آیا باوجودیکہ وہ پہلے ایک ایسی قوم تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور مسلمان کو جب یہ دعا سکھائی گئی کہ اس کا قدم مغضوب علیہم کی راہ پر نہ پڑے تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ وہ ان تفریط کی راہوں سے بچے اور عیسائیوں کی صفات غالب جن کی وجہ سے وہ طریق مستقیم سے پھر گئے۔ قرآن کریم میں غلو اور افراط بیان کی گئی یعنی ایک نبی کو خدا بنا لینا جیسا کہ فرمایا اے اہل الکتاب لاتغلوا فی دینکم غیرالحق ولاتتبعوا اھوآء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سوآء السبیل (المائدہ ۷۷:۵) اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو پہلے گمراہ ہو گئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھے راستہ سے بھٹک گئے گویا اب مسلم کی دعا یوں ہوئی اے اللہ ہم کو سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا اور ان لوگوں کے راستہ پر چلنے سے بچا جو بوجہ تفریط غضب الٰہی کے نیچے آئے اور ان کے بھی جو بوجہ افراط وغلو گمراہ ہو گئے بالفاظ دیگر اس صراط مستقیم پر چلا جو تفریط و افراط سے تکذیب و غلو سے پاک ہے یہ معنی بر بنائے قرآن و حدیث ہیں۔ حقوق میں تفریط و افراط: مگر یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ تفریط وافراط تمام حقوق میں ہو سکتی ہے اگر ایک نبی کا انکار تفریط اور اس کا خدا بنانا افراط ہے تو ہر ایک حق کا انکار یا اس کا ادا نہ کرنا تفریط ہے اور ہر ایک حق کو اپنے ایک مرتبہ سے بڑھانا اور اس قدر اس پر زور دینا کہ دوسرے حقوق کی فروگزاشت کا موجب ہو جائے افراط ہے یہ بھی صحیح ہے کہ یہود عملی رنگ میں نافرمان ہوئے یعنی شریعت کے مانتے ہوئے پھر اس پر عمل نہ کیا اور عیسائی عملی رنگ میں بھٹک گئے کہ ایک انسان کو خدا بنا لیا۔

عملی اور علمی غلطیوں سے بچنے کی دعا: پس یوں بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ اے خدا ہم کو یہود کی سی عملی اور نصاریٰ کی سی علمی غلطیوں سے بچا کیونکہ انسان اپنے کمال حقیقی کو نہیں پہنچتا جب تک دونوں پہلو عمل اور علم کے صحیح نہ ہوں۔ آمین: سورہ فاتحہ کے آخر پر آمین کا پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام غیرالمغضوب علیہم ولا الضالین

کہے تو تم آمین کہو(بخاری) آمین اسم فعل ہے اور اسکے معنی ہیں استجب یعنی اے اللہ ہماری دعا کو قبول فرما۔

ہماری جماعت کا ممبر کون ہے؟!

حضرت مسیح موعود کا آخری فیصلہ

حضرت امیر مولانا محمد علیؒ کا ایک نہایت ضروری اعلان

(ماخوذ پیغام صلح 19 فروری 1932ء)

یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ، جو مرید کہلاتے ہیں، یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں کہ مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہی سے پیوند ہے۔ یعنی وہی خدا کے دفتر میں میرے مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مصروف ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے سے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہئے کہ فضول گوئی اور دروغ کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر شخص جو مرید ہے اس کو چاہئے کہ اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے۔ خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ۔ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے۔ وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں نہیں رہ سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے لئے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپروائی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپروا جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہر گز نہیں رہے گا۔ (المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان ضلع گورداسپور)

حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ کے نقل کر دینے کے بعد مجھے کچھ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں، جیسا کہ میں نے خطبہ عید میں اعلان کر دیا تھا، آئندہ کے لئے اس ارشاد پر پورا عمل درآمد ہو گا۔ جہاں ایک بڑا حصہ جماعت کا اپنی بے نظیر قربانیوں سے خدا کے دین کی خدمت میں مصروف ہے، ایک حصہ احمدی کہلانے والوں کا وہ ہے جو یا تو بار بار کی تحریکات کے باوجود ماہوار چندہ مقرر ہی نہیں کرتے یا مقرر کر کے پھر اسے ادا نہیں کرتے۔ اور جب دو تین تین سال کا بقایا ہو جاتا ہے تو پھر کہہ دیتے ہیں کہ ہم میں اتنا چندہ اکٹھا دینے کی توفیق نہیں۔ میں اس بات کو بھی صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ ماہوار چندہ یعنی اپنی آمد سے ایک معین حصہ خدا کے دین کی حفاظت اور اشاعت کے لئے الگ کر دینا اس سلسلہ کا جہاد ہے۔ اور جس طرح اس جہاد بالسیف میں، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زمانہ میں کرنا پڑا، شامل نہ ہونے والوں کو قرآن شریف میں منافق کہا گیا ہے، اسی طرح اس جہاد میں شامل نہ ہونے کو حضرت مسیح موعود نے منافق کہا ہے۔ اس وقت میں اسی ارشاد کے مطابق ان لوگوں کے لئے جو ہماری جماعت لاہور سے تعلق رکھتے ہیں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ

1 ۔ ہر ایک شخص جو خود کوئی ذریعہ آمد رکھتا ہے اس کا ماہوار چندہ اس کی کمائی کے مطابق ہو گا۔ یعنی اپنی آمدنی کا ایک مقررہ حصہ دے گا۔ یہ حصہ ہماری انجمن نے اس طرح پر مقرر کیا ہے کہ پچاس روپے ماہوار سے کم آمد والے اصحاب تین پیسہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ دیں اور اس سے زیادہ آمد والے ایک آنہ فی روپیہ۔ یہ چندہ کی شرح بعض لوگوں کو زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن وہ غور کریں کہ زمانہ نبویؐ میں جس جہاد کی طرف بلایا جاتا تھا، کیا اس کا بوجھ اس سے کئی گنا زیادہ نہ تھا؟! میں نے دیکھا ہے کہ یہ بخل عموماً انہی طبائع میں پیدا ہوتا ہے، جن کو خدا نے اپنے فضل سے زیادہ دیا ہے۔ ان کی آمد زیادہ ہے وہ ہر خرچ کے موقعہ پر خرچ زیادہ کرتے ہیں۔ دنیا کا کوئی خرچ ہو تو انہیں خیال ہوتا ہے کہ ہم مجبور ہیں۔ اپنی حیثیت سے کم خرچ نہیں کر سکتے۔ لیکن جب خدا کی راہ میں دینے کا وقت آئے تو اس وقت اپنی حیثیت کو بھول جاتے ہیں اور اپنے دوسرے اخراجات کو عذر بنا کر خدا کی راہ میں کمی کرتے

ہیں۔ عہد تو یہ کیا تھا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ لیکن عملاً دنیا کو دین پر مقدم کیا جاتا ہے۔

2 ۔ عورتیں اور بالغ لڑکے اور لڑکیاں، جن کا اپنا ذریعہ آمد کوئی نہیں، انہیں اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں دیں۔ مگر اس میں بھی عموماً اپنی حیثیت کا خیال رکھنا چاہئے۔ **بہت سے دوست ہیں جو عورتوں کی طرف سے خود ہی جواب دے دیتے ہیں کہ ہمارا چندہ سارے گھر کی طرف سے ہے۔ ایسے احباب کے خیال میں نماز بھی شاید سارے گھر کی طرف سے ایک ہی کافی ہو جائے۔ خدا اور اس کے رسول نے عورت کی شخصیت کو الگ قائم کیا ہے۔ اسے اپنے گھر کے اندر بادشاہ قرار دیا ہے۔ وہ اپنے دینے کا ثواب لے گی۔ قیامت کے دن کوئی شوہر بیوی کے کام نہ آئے گا۔ نہ باپ بیٹی کے نہ بھائی بہن کے۔ اسی طرح لڑکے لڑکیاں جب سولہ سترہ سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں الگ چندہ دینے کی عادت ڈالنی چاہئے۔** خواہ ایک آنہ دو آنہ ہی دیں۔ حضرت مسیح موعود نے جو ایک پیسہ تک ادنیٰ حد قرار دی ہے تو وہ ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے یا ان کے لئے جو فی الواقعہ سخت مشکلات میں ہیں۔

3 ۔ زمیندار اصحاب کی صورت میں بھی بہتر تو یہ ہے کہ وہ اگر نقد نہیں دے سکتے تو ماہوار کچھ غلہ ہی مقرر کر لیں۔ جہاں بڑی بڑی جماعتیں ہیں ایسا کرنے میں کوئی دقت نہیں۔ جمع شدہ غلہ ماہوار فروخت ہو کر نقدی انجمن کو بھیجی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ ہر فصل پر بھی ایک سیر فی من کے حساب سے ہر جنس سے الگ کر دیا کریں تو حضرت مسیح موعود کے ارشاد کا منشاء پورا ہو جاتا ہے۔

4 ۔ جن احباب نے چندے مقرر کر کے تین تین چار چار ماہ سے یا بعض صورتوں میں تین تین چار چار سال سے چندے ادا نہیں کئے۔ وہ اگر آئندہ کی ادائیگی کو باقاعدہ کر دیں تو پچھلے بقائے کی جس قدر ہلکی قسط ممکن ہو کر دی جائے گی۔ لیکن بقایا بہر حال ادا کرنا ہو گا۔ کئی دوست ایسے ہیں کہ انہوں نے یہی طریق بنا لیا ہے کہ دو تین سال بعد پچھلا بقایا چھوڑ دیا جائے۔ آئندہ ایک دو ماہ دے کر پھر خاموش ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس وقت سوائے خاص صورتوں کے یہ بقایا نہ چھوڑا جائے گا۔ انجمن کا اس وقت مقروض ہونا اور طرح طرح کی مشکلات میں مبتلا ہونا انہی اصحاب کی لاپروائی کا ثبوت ہے۔

آخر پر میں اس بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے وفائی نہ کرو۔ جو ایسا کرے گا وہ دنیا میں بھی سکھ نہ پائے گا۔ جو شخص دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر کے پھر دین کا حصہ نہیں نکالتا وہ خدا اور اس کے رسول کے ساتھ بے وفائی کرتا ہے۔ اور اپنے عہد کو توڑتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ غدار اور عہد شکن احمدی اس شخص سے بدتر ہے جو ابھی جماعت میں داخل نہیں۔ میری یہ آخری التجا ہے کہ خدا کے لئے سب دوست اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور خدا کے سامنے فرمانبرداری کا طریق اختیار کریں۔ جس بڑائی پر وہ بھولے ہوئے ہیں وہ محض ایک دھوکا ہے۔ بڑا وہی ہے جو خدا کے راستے میں زیادہ دیتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ عیدالضحیٰ تک سب احمدی دوست جو چندہ مقرر کرتے ہیں یا باقاعدہ ادا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں ان کی فہرست مکمل ہو جائے اور جو لوگ ہمارا ساتھ نہیں دینا چاہتے وہ علی الاعلان الگ ہو جائیں۔ خواہ مرد ہوں یا عورتیں یا نوجوان۔

محمد علی

بڑی بڑی جماعتوں میں دورہ: حضرت امیر کا ارشاد حضرت صاحب کے اس ارشاد کی تعمیل کے لئے، جو کسی دوسری جگہ اس اخبار میں درج ہے، میرا ارادہ تھا کہ میں خود مختلف جماعتوں میں دورہ کروں۔ اور احباب کو اس ارشاد کی تعمیل کے لئے توجہ دلاؤں۔ تاکہ کوئی دوست اس جہاد سے باہر نہ رہے، جس کے لئے حضرت مسیح موعود کی بعثت ہوئی ہے۔ مگر بعض وجوہات سے میں زیادہ سفر کی کوفت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے خان بہادر میاں غلام رسول صاحب اور جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے میں نے یہ درخواست کی ہے کہ وہ اس مقصد کو اپنے ذمہ لیں۔ ان ہر دو بزرگوں نے یہ منظور فرمایا اور انہوں نے بڑی بڑی جماعتوں میں اپنا دورہ شروع کر دیا ہے۔ اس دورہ کی چار بڑی بھاری اغراض ہیں۔

1 ۔ یہ کہ جماعت میں کوئی ایسا دوست باقی نہ رہے جو کچھ نہ کچھ ماہوار چندہ ادا نہ کرتا ہو، حتیٰ کہ مستورات اور جوان لڑکے لڑکیاں بھی اس جہاد میں شامل ہوں۔ خواہ ایک ایک دو دو آنے سے ہی ہوں۔

2 ۔ ماہوار چندہ کی مقدار حسب فیصلہ کانفرنس انجمن ہائے احمدیہ ایک آنہ فی روپیہ تک لانے کی کوشش کی جائے۔ ایک حصہ جماعت کا اس پر اب بھی عامل ہے۔ مگر ایک بڑا حصہ اس معیار

سے اب تک نیچے ہے۔

3 ۔ جن احباب کے ذمہ بقایا ہیں وہ سب اس وقت یکمشت وصول کئے جائیں اور خاص حالات میں باقساط وصولی کا انتظام کیا جائے۔

4 ۔ ایک آنہ مستقل فنڈ کو ساری جماعت میں مروج کیا جائے۔ اور ہر ایک ممبر جماعت کے چندے میں یہ اضافہ رجسٹرات میں کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ اور کام تنظیم جماعت کا بھی یہ بزرگ کریں گے۔ جماعتوں کے سکرٹری اور صدر صاحبان اور جملہ ممبران ان کی اعانت کریں۔

عید الاضحی کا سبق

شاہد عزیز

اکتوبر میں ہم سب نے عید الاضحی منائی۔ اس عید پر حضرت ابراہیم، حضرت حاجرہ اور حضرت اسماعیل نے جو قربانی کی یاد میں مسلمان ایک تو اُس مقدس گھر جاتے ہیں جہاں اُن کی عظیم الشان قربانی کا مظہر ہے اور دوسرے ہم ایک جانور قربان کرتے ہیں۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہم صرف ایک رسم پوری کرتے ہیں یا اِس قربانی سے کوئی سبق بھی حاصل کرتے ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس کو ایک فقرے میں سمو دیا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ دوسرے الفاظ میں جب ہمارے دُنیاوی اور دینی اغراض و مقاصد ٹکرائیں تو ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہمارا خدا کس چیز سے راضی ہو گیا۔ یہ کہنا آسان ہے لیکن کرنا بہت مشکل۔ کیا یہ آسان نہ تھا کہ حضرت ابراہیم بیٹے کے پیار کو مقدم رکھتے خدا تعالیٰ کے حکم کا ذکر ہی نہ کرتے۔ کس کو پتہ چلتا کہ خدا تعالیٰ نے اُنہیں کس امتحان میں ڈالا ہے ۔ بیٹا انکار کر دیتا کہ میں کس خوشی میں اپنی جان قربان کروں۔ ماں جو پہلے ہی ایک بڑی قربانی کر چکی تھی انکار کر دیتی۔ کہہ دیتی کہ کیا یہ کافی نہیں کہ میں نے جنگل بیابان میں اپنی اور اپنے بیٹے کی زندگی کو خطرہ میں ڈالا۔ بغیر شکایت اکیلی ایک بیٹے کے ساتھ ایک صحرا میں رہنے لگی کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ کس جتن سے میں یہاں رہی ہوں، کب تک میرا ہی امتحان ہو گا۔ اب کسی دوسرے کی باری ہے۔ لیکن تاریخ بنانے والے یہ نہیں کہتے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ تمام نبی مسلمان تھے۔ کئی لوگ اِس سے یہ مطلب لیتے ہیں کہ وہ سب ہماری طرح نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ کے پابند تھے۔ اسلام کا مطلب مکمل اطاعت ہے۔ تو جب ایک نبی کو مسلمان کہا جاتا ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مکمل طور پر خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔ لیکن یہاں صرف خدا کے نبی حضرت ابراہیم ہی مکمل طور پر مطیع نہیں بلکہ اُن کے ساتھ حضرت اسماعیل اور حضرت حاجرہ بھی شامل ہیں۔ تو اِس میں یہ سبق بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام صرف نبیوں کے لئے نہیں۔ ایک غیر نبی بھی اِن پر عمل کر سکتا ہے۔ نہ صرف ہمیں یہ مثال دی بلکہ ہر سال اِس کو یاد کرنے کا حکم بھی دیا۔ کہتے ہیں کہ باپ کے کندھے پر سب سے بھاری میت اولاد کی ہوتی ہے جو اُس کی کمر توڑ دیتی ہے۔ لیکن یہ کیسا باپ ہے جو خود بیٹے کو قربان کرنے چلا ہے۔ بیٹا بھی سرِ تسلیم خم کئے بیٹھا ہے اور ماں بھی کچھ نہیں کہتی۔ خدا تعالیٰ جب پیار کی مثال دیتا ہے تو ماں کا ذکر کرتا ہے لیکن اتنا پیار کرنے والی ماں خاموش ہے۔ آنکھیں گریہ زار ہیں لیکن دِل راضی بہ رضا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ہمیں ہماری آزمائش کے لئے اولاد دیتا۔ دُنیاوی نعمتوں میں اولاد شاید سب سے بڑی نعمت ہے۔ یہ اُس کو بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جو لوگ دُنیاوی نعمتوں کی فکر میں لگے رہتے ہیں وہ اِس دُنیا میں دُنیاوی لحاظ سے جو کچھ بھی حاصل کریں لیکن تھوڑے ہی دِنوں میں لوگ اُنہیں بھول جاتے ہیں۔ اِس میں وہ بھی شامل ہیں جن کے لئے وہ دُنیا کو دین پر مقدم رکھتے رہے۔ بڑے بڑے بادشاہوں کے مقابر اگر سیر و تفریح کے مقام نہ بن جائیں تو اُجڑ جاتے ہیں۔ دہلی میں ہمایوں کے عظیم الشان مقبرہ کو دیکھیں۔ اُس کے مقبرے میں بہت سی دوسری قبریں بھی ہیں لیکن وقت نے اُن کے کتبوں سے اُن کے نام تک مٹا دیے۔ یہ وہ جن کے نام سے ہندوستان کانپتا تھا۔ جنہیں ہزاروں فرشی سلام کرتے تھے۔ جِن کی آنکھ کا ایک اشارہ انسانوں کی جان لے لیتا تھا۔ دوسرے لوگ اور وہ خود بھی اپنے آپ کو کہتے تو ظلِ الٰہی تھے لیکن سمجھتے الٰہی ہی تھے۔ سیاح اُن کی قبروں پر صرف سیر کے لئے جاتے ہیں۔ کوئی ہاتھ اُٹھا کر دُعا بھی نہیں کرتا۔ شہنشاہ اکبر کو اکبر اعظم کہا جاتا ہے۔ اُس کا مقبرہ آگرہ کے راستے میں ہے لیکن سیاحوں کی بس وہاں رُکتی تبھی ہے جب کوئی خاص طور پر کہے۔

اِس کا مقابلہ اُن سے کریں جنہوں نے اپنے دین کے لئے دنیا تیاگ دی۔ لوگ عقیدت سے حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر فاتحہ پڑھنے اور اُن کے دعا کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ یہی حال اجمیر شریف اور دوسرے مزاروں کا ہے۔ یہ دُرست ہے کہ اِن مزاروں پر کئی بدعتوں نے جنم بھی لیا لیکن یہاں اُن افسوسناک رسموں کا ذکر نہیں ہو رہا۔

حضرت مرزا غلام احمدؒ چاہتے تھے کہ جماعت احمدیہ کے سارے کے سارے ممبر قربانی کے لال رنگ میں رنگے جائیں۔ اُن کی تمنا تھی کہ ہر ممبر ہر روز وقت کی قربانی دے اور ہر ماہ مالی قربانی دے۔ یہ نہ صرف سلسلے کی ترقی کے لئے ضروری ہے بلکہ اسلام کے دفاع و تبلیغ کے لئے بھی۔ دُنیا کے حالات اور اسلام دشمن پروپیگنڈا ہمیں دکھا رہا ہے کہ صرف اور صرف ہماری جماعت ہی اسلام کا دفاع کر سکتی ہے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہماری جماعت سے وابسطہ ہے۔

اگر یہ دیکھتے ہوئے بھی ہم آگے بڑھ کر اپنے وقت اور مال کی قربانی نہیں دیتے تو ہم اِس کے لئے خدا کے حضور جوابدہ ہوں گے۔ خدا تعالٰی ہمارے دِلوں کو اِس جماعت کی خدمت کے لئے کھول دے۔ دوسرے مسلمانوں کے لئے تو یہ کاغذی باتیں ہی کہ حضرت ابراہیم، حضرت حاجرہ اور حضرت اسماعیل نے کیا قربانی دی یا صحابہ کرام (رضی اللہ) نے دینِ اِسلام کی راہ میں کس طرح جان و مال کی قربانیاں دیں۔ لیکن ہمارے سامنے تو زندہ مثالیں موجود ہیں کہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھی دُنیا تیاگ کر قادیان جا بیٹھے۔ کس طرح حضرت سید صاحبزادہ عبداللطیف اور اُن کے رفیق شہید ہوئے۔ دور کیوں جائیں 1974 میں جس طرح ہمارے بزرگان نے ثابت قدمی دکھائی وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہونی چاہیے۔

اگر یہ سب کچھ دیکھتے جانتے ہوئے بھی ہم روز جماعت کے کام کے لئے ایک آدھ گھنٹہ نہیں نکال سکتے یا اپنے بچوں کے لئے آئی فون کے لئے 600 پونڈ خرچ کر کے ہم جماعت کے لئے پندرہ بیس پونڈ دیتے شرماتے ہیں تو آپ خدا تعالٰی کو کیا جواب دیں گے۔

عالمگیر (ذیلی) مرکز

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

پتہ برائے خط و کتابت

15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ15

www.virtualmosque.co.uk

ای میل: info@aaiil.uk

حضرت مرزا غلام احمد صاحب

اور

عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

۱۔ اللہ تعالٰی کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ:۔ "اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا"، "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"، "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔"

۳۔ قرآن کریم اللہ تعالٰی کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ ہو گا۔

۴۔ بمطابق فرمان نبوی حضرت محمد ﷺ کے بعد مجددین آئیں گے۔ اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالٰی ان سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونو انبیاء۔

۵۔ ہم تمام صحابہ کرام اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶۔ ہر اس شخص کو جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے۔ خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

۷۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدد و مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ ان کے اپنے الفاظ: "اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔"

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیے۔ اللہ تعالٰی کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔